وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ
خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ 93
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ
السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ
كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ 94
لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ 95 دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع 96

اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضب ناک ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر اور اپنی رحمت سے دور کر دے گا اسے اور تیار کر رکھا ہے اس نے اس کے لئے عذاب عظیم * اے اہل ایمان جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) تو خوب تحقیق کر لو اور نہ کہو اسے جو بھیجتا ہے تم پر سلام کہ تم مومن نہیں ہو۔ تم تلاش کرتے ہو سامان دنیوی زندگی کا پس اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں (وہ تمہیں غنی کر دے گا) ایسے ہی (کافر) تم بھی تھے اس سے پہلے پھر احسان فرمایا اللہ نے تم پر تو خوب تحقیق کر لیا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے * نہیں برابر ہو سکتے (گھروں میں) بیٹھنے والے مسلمان سوائے معذوروں کے اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔ بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے (گھروں میں) بیٹھ رہنے والوں پر درجے میں اور سب سے وعدہ فرمایا ہے اللہ نے بھلائی کا لیکن فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم سے * (ان کے لئے) بلند درجے ہیں اللہ (کی جناب) سے اور (نیز) بخشش اور رحمت ہے اور ہے اللہ تعالیٰ سارے گناہ بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا۔ (۴/ ۹۳ تا ۹۶)

۹۳ - قتل عمد کا بیان ہو رہا ہے * مسلم و بخاری میں ہے کہ سب سے پہلے خون کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا * حدیث میں ہے کہ ساری دنیا کا زوال خدا کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے کم درجے کا ہے اور حدیث میں ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگ کسی ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے * حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے دریافت کیا آپ کیا فرماتے ہیں جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر

مار ڈالا؟ آپ نے فرمایا۔ اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اللہ کا اس پر غضب ہے اس پر خدا کی لعنت ہے اور اس کے لئے عذابِ عظیم تیار ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۹۴۔ قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی صحابہ کے پاس سے بکریاں لے کر گزرا اس نے سلام کیا مگر اس کو صحابہ نے (یہ سمجھ کر یہ دل سے نہیں صرف جان بچانے کے لئے کہتا ہے) مار ڈالا جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تم ایسے شخص کو یوں نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ کیا تم غنیمت کے لئے ایسا کرتے ہو اور دنیا کا مال چاہتے ہو جو فانی ہے سو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں ان پر نظر رکھو۔ پہلے تم بھی (ایمان سے دور) تھے اس کلمہ کی بدولت خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے تم اسلام میں آئے ہو اس پر تنبیہ ہونے کے لئے ان اللہ کان بما تعملون خبیرا فرمادیا (تفسیر حقانی)

۹۵۔ بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں مجاہدین کے بڑے درجات اور ثواب ہیں اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ پیری، بیماری، ناطاقتی، نابینائی یا ہاتھ پاؤں کے ناکارہ ہو جانے اور عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہوں وہ فضیلت سے محروم نہ کئے جائیں گے اگر نیت صالح رکھتے ہوں * جو عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہو سکے اگرچہ وہ نیت کا ثواب پائیں گے لیکن جہاد کرنے والوں کو عمل کی فضیلت اس سے زیادہ حاصل ہے (تفسیر صدر الافاضل برحاشیہ کنز الایمان)

۹۶ (جو معذور غیر مجاہد اپنے اخلاص اور نیک نیتی کی وجہ سے ثواب پائیں گے) لیکن غازیوں کے درجے ان سے بھی اونچے ہیں کیونکہ ان کے پاس صرف نیت و ارادہ ہے اور غازیوں کے پاس نیت و ارادہ کے ساتھ ساتھ جہاد کا عمل بھی ہے اس زیادتی کی وجہ سے ان کے درجے بھی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان غازیوں کو بہت اونچے درجے خاص مغفرتیں و رحمت عطا فرما کر ان کو غیر مجاہدین سے بہت اونچا کر دیا کیونکہ اللہ غفور و رحیم ہے (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: جب کسی شخص نے اسلام کی حالت میں کسی مسلمان کو غیر شرعی وجہ سے قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں * اس پر اللہ تعالیٰ کا دائمی غضب ہوگا اور اس قاتل کو اپنی رحمتوں سے محروم کر دے گا اور اس کے لئے بڑے سخت عذاب کا سامان ہوگا ● جب تم جہاد میں باہر جاؤ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنا عام ہے مگر یہاں جہاد مراد ہے) تو خوب تحقیق کر لیا کرو کہ یہ کون شخص ہے یہ نہیں کہ دوڑے ہی اس کا کام تمام کر دیا جائے یا شبہ میں کسی کو ختم کیا جائے * بعض اہلِ اسلام کو جہاد میں یہ بات پیش آئی کہ جب دشمن پر انہوں نے قابو پا لیا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا مگر صحابہ نے یہ سمجھا کہ یہ دل سے نہیں صرف جان بچانے کے لئے کہتا ہے اس پر بھی وہ قتل کر دیا گیا اس پر حضور اکرم بے حد ناخوش ہوئے ● بلا عذر جہاد کے بجائے گھروں میں بیٹھ رہنے والے جہاد میں مال و جان سے حصہ لینے والوں کے برابر نہیں۔ مال و جان سے جہاد میں شرکت کرنے والے بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والوں سے فضیلت میں زیادہ ہیں * اس سے ایک اور بات واضح ہو جاتی ہے کہ اطاعت کرنے والا اطاعت نہ کرنے والے سے افضل ہوتا ہے * جہاد کرنے والا اس کی طرح ہوتا ہے جو ہمیشہ روزہ رکھے اور راتوں کو بکثرت (نفل) نمازیں پڑھے ● مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑے درجے ہیں اللہ کی طرف سے (خوشخبریاں ہیں) مغفرت اور رحمت کی کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنفُسِهِمْ
قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ
وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰٓئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾
إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً
وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰٓئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ
عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾ وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ
وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ
وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٠﴾

بے شک جن کی فرشتے (ایسے حال میں) روح نکالتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر ستم کر رہے ہیں ان سے پوچھیں گے کہ تم (دارالحرب میں پڑے پڑے) کیا کرتے تھے، وہ کہیں گے کہ ہم اس ملک میں مجبور تھے، (فرشتے) کہیں گے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں کہیں چلے جاتے۔ سو یہ لوگ ہیں کہ جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ (بہت ہی) بری جگہ ہے۔ مگر جو مرد اور عورت اور لڑکے (لڑکیاں) ایسے بے بس ہیں کہ نہ کوئی (نکلنے کا) حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ ان کو کوئی رستہ ملتا ہے۔ سو ان کے لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔ اور جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا (تو) اس کو زمین میں آسائش اور فراخ دستی (کی) ملے گی۔ اور جو کوئی اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف نکلے پھر اس کو موت آ لیوے تو بے شک اس کا اجر تو اللہ تعالیٰ پر ثابت ہو چکا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا (اور) مہربان (غفور الرحیم) ہے۔ (۴/ ۹۷ تا ۱۰۰)

۹۷۔ حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری جو اسلام کا کلمہ پڑھتے تھے اور مقیم مکہ ہی میں۔ ضحاکؒ کہتے ہیں یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں اتری ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد بھی مکہ ہی میں رہ گئے تھے اور بدر کی لڑائی میں مشرکوں کے ساتھ آئے پھر بعض میدان جنگ ہی میں مارے گئے۔ بہرحال آیت کا حکم عام ہے اور ہر اس شخص کو شامل ہے جو ہجرت پر قادر ہو پھر بھی مشرکوں میں پڑا رہے اور دین پر مضبوط نہ رہے وہ اللہ کے نزدیک ظالم ہے ✱ اس آیت میں ہجرت کے چھوڑ دینے کو ظلم کہا گیا ہے ایسے لوگوں سے ان کے نزع کے عالم میں فرشتے کہتے ہیں کہ تم یہاں کیوں ٹھہرے رہے کیوں ہجرت نہ کی یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنے شہر سے دوسرے شہر میں کہیں نہیں جا سکتے تھے جس کے جواب میں فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ کی زمین میں کشادگی نہ تھی (تفسیر ابن کثیر)

۹۸۔ مگر وہ ضعیف مرد اور عورتیں اور بچے کہ جو کچھ تدبیر نہیں کر سکتے نہ ان کو ہجرت کی طاقت نہ خرچ نہ راستہ سے واقف کہ ہجرت کر کے کسی جگہ جا سکیں سو یہ (مذکورہ) عنقریب اللہ ان کا قصور معاف فرما دے گا اور اللہ معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔ (تفسیر جلالین)

۹۹۔ "سو ان کے لئے امید ہے کہ اللہ معاف کر دے" امید اور عفو کا لفظ استعمال کرنے سے اس امر پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ ترک ہجرت کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ معذور کو بھی بے خطر نہ ہونا چاہیئے، موقع کی تاک میں رہنا چاہیے اور ہجرت سے دل کو وابستہ رکھے۔ "اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے"۔ (تفسیر مظہری)

۱۰۰۔ تم میں سے جو مسلمان اخلاص کے ساتھ رضائے الٰہی کے لئے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرے گا وہ اللہ کی زمین میں بہت جگہ پائے گا بے گھر اور آوارہ نہ پھرے گا اور رزق میں بہت گنجائش پائے گا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے اسے غنی کر دیں گے یہ تو اس مہاجر کا ذکر ہے جو ہجرت کر کے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے مگر جو مسلمان بہ ارادہ ہجرت اپنے گھر سے باہر قدم نکال دے اور اللہ و رسول ﷺ کی طرف روانہ ہو جائے دل میں اخلاص ہو ارادہ درست ہو پھر اسے راستے میں موت آ جائے اور جہاں جانا چاہتا ہو وہاں نہ پہنچ سکے تو اس کا اجر ثواب اور ہجرت کا درجہ اللہ کے ذمہ کرم ہے وہ مہاجر ہو گیا اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے وہ ارادہ و نیت کو دیکھتا ہے اس لئے اس شخص کے سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: جن لوگوں نے کلمہ پڑھ لیا اور باوجود قدرت کے ہجرت نہ کی۔ اگر اسی حال میں انہیں موت آ جائے یا وہ مسلمانوں کے مقابل آئیں اور مارے جائیں تو ان کی روح نکالتے وقت ملائکہ ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے کفر پر یا اسلام پر وہ جب جواب دیتے ہیں کہ ہم تھے تو مسلمان مگر کافروں میں مجبور رہتے بستے تھے اس لئے احکام اسلام پر عمل نہ کر سکے یا کفار کے ساتھ مجبوراً مسلمانوں کے مقابل آئے ہیں فرشتے کہتے کہ تم مجبور نہ تھے کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی۔ تم نے محض مال اولاد گھر بار وطن کی محبت میں ہجرت نہ کی۔ اس پر وہ خاموش ہو جاتے ہیں ✱ معلوم ہوا کہ اس وقت ہجرت فرض عین تھی فتح مکہ کے بعد ہجرت واجب نہ رہی حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ لا هجرة بعد الفتح فقہا نے فرمایا ہے کہ ہجرت کا وجوب اس وقت تک تھا کہ مشرکین کی ایذا اور مزاحمت سے مسلمان محفوظ نہیں اور حکومت اسلامیہ کے حدود میں رہ کر احکام الٰہیہ کا اپنے ہاں نفاذ کریں جب غلبہ اسلام ہو گیا تو مشرکین و اعداء کا زور ختم ہو گیا تب ہجرت واجب نہ رہی لیکن پھر بھی کبھی اور جب کبھی ویسے حالات پیدا ہو جائیں تو پہلا حکم برقرار رہے گا ● عفو کا تعلق ماضی سے ہے اور غفور کا تعلق مستقبل سے یعنی ان کی پچھلی کوتاہیوں کو معاف کر دینے والا ہے اور آئندہ ان کے حق میں مغفرت کرنے والا ہے ● وسائل سے محروم اور راستوں سے نا واقف مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے استثناء ● ہجرت کرنے والوں کو بہتر جگہ اور فراخی رزق کی نوید ✱ اگر مہاجر کی اثناء راہ وفات ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ ضرور اجر عظیم اور ثواب کثیر عطا فرمائے گا۔

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ
إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝ ١٠١
وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ
وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ
طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ
وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم
مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ
أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ ١٠٢
فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ
فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝ ١٠٣ وَلَا
تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ
وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ ١٠٤

جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے یقیناً کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں ★ جب تم ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لئے رہے۔ کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے بے خبر ہو جاؤ تو وہ تم پر اچانک دھاوا بول دیں، ہاں اپنے ہتھیار اتار رکھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تمہیں تکلیف ہو یا بوجہ بارش کے یا بسبب بیمار ہو جانے کے اور اپنے بچاؤ کی چیزیں ساتھ لئے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے منکروں کے لئے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے ★ پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور جب اطمینان پاؤ تو نماز قائم کرو یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے ★ ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دل ہو کر بیٹھ نہ رہو اگر تمہیں بے آرامی ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امیدیں رکھتے ہو جو امیدیں انہیں نہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے۔ (۴/ ۱۰۱ تا ۱۰۴)

۱۰۱۔ فرمان ہے کہ جب تم کہیں سفر میں جا رہے ہو، تو تم پر نماز کی تخفیف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ★ اگر تمہیں کفار

کی ابتدا اس آیت کا موقوف ہے ✱ نماز کی کمی (قصر) ہر حالت سفر کے لئے ہے ✱ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں تجارت کے سلسلے میں دریا کا سفر کرتا ہوں تو آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا (حدیث مرسل) ✱ حضرت یعلی بن امیہ نے حضرت عمر فاروق سے پوچھا کہ نماز کی تخفیف کا حکم تو خوف کی حالت میں ہے اور اب تو امن ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا یہی خیال مجھے ہوا تھا اور یہی سوال میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو تمہیں دیا ہے تم اس صدقے کو قبول کرو۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۱۰۲۔ بیہقی اور حاکم نے (مستدرک میں) حضرت ابو عیاش زرقی کا بیان نقل کیا ہے کہ ہم عسفان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے سامنے سے مشرک آئے جن کے سردار خالد بن ولید تھے یہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرک کہنے لگے تھے تو یہ بڑے موقع پر اگر ہم غفلت میں ان پر حملہ کر دیتے پھر خود بولے (اب تو یہ موقع نکل گیا پھر) اب ان کی اگلی اور نماز آ رہی ہے جو ان کو اپنی جانوں اور اولاد سے بھی زیادہ پیاری ہے (اس وقت حملہ کریں گے) اس پر جبرئیلؑ ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیت وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ ... الخ صلوٰۃ خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار پڑھی تھی ✱ بعد میں نماز خوف صحابہؓ نے بھی پڑھی ✱ شیخین نے صحیحین میں حضرت جابرؓ کی روایت سے بھی نماز خوف کی تفصیل دی ہے ✱ اپنے بچاؤ کا سامان اور اسلحہ ساتھ رکھیں کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے اسلحہ اور سامان (دفاع) سے غافل ہو تاکہ وہ یکبارگی حملہ کر دیں۔ بارش اور بیماری وغیرہ عذر صحیح ہے ان کے سبب ہتھیار اتار کر رکھ دینا گناہ نہیں (بحوالہ تفسیر مظہری)

۱۰۳۔ جب نماز سے فراغت پاؤ تو ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جایا کرو بلکہ کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو ✱ نماز کی تاکید ✱ نماز کو ہمیشہ اس کے وقت پر قائم کیا کرو۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۱۰۴۔ دشمن کے تعاقب میں سستی نہ کرو۔ مانا کہ تمہیں اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے لیکن تمہارے دشمن جو کفر و شرک کی حمایت میں لڑ رہے ہیں انھیں بھی تو اسی طرح تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے اگر وہ باطل کے لئے تمام سختیاں خوشی سے برداشت کر رہے ہیں تو تم حق کو فتحیاب کرنے کے لئے ان سے پیچھے کیوں رہتے ہو (بحوالہ ضیاء القرآن)

معلومات مزید: جب کبھی کسی مقصد کے لئے سفر کرو تو راستے میں گناہ نہ سمجھو کہ بعض نمازوں میں قصر کر لیا کرو کہ چار رکعت والے فرض دو رکعت پڑھو ✱ کفار کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے ارادوں میں فرض نمازوں میں تخفیف اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر فضل خاص ہے ● نماز خوف میں پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آ کر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آ کر دوسری رکعت بغیر قراءت کے تمام کرے اور سلام پھیرے اور دشمن کے مقابل چلے جائیں اور دوسری جماعت اپنی جگہ آ کر ایک رکعت جو باقی رہ گئی تھی اس کو قراءت کے ساتھ پورا کرکے سلام پھیرے کیونکہ یہ مسبوق ہیں اور پہلی لاحق ✱ ہتھیار اور بچاؤ کے ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ● کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں ذکر الٰہی کا حکم خاص ✱ خوف اور خطرے کے خاتمہ کے بعد نماز کو اسکے طریقے کے مطابق ادا کرنا جیسا کہ بالعموم پڑھی جاتی ہے ● دشمن کا تعاقب مقابلہ میں کمزوری نہ دکھاؤ ✱ تم حق کی خاطر اور دشمن باطل کے لئے تکلیف اٹھاتے ہیں ✱ تمہیں بہترین اجر کی امید ہے اور دشمن کفار کو ایسی کوئی امید نہیں ●

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا
تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝١٠٥ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝١٠٦
وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝١٠٧
يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ
مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝١٠٨

اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو * اور اللہ سے معافی چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے * اور ان کی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں بے شک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغاباز گنہگار کو * آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے اور اللہ ان کے پاس ہے جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے 105-108/4

105- اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ یہ قرآن کریم جو آپ پر اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے وہ سراسر اور یکسر حق ہے اس کی خبریں بھی حق اس کے فرمان بھی حق پھر فرماتا ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان وہ انصاف کرو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سمجھایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

● انصار کے قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زرہ چرا کر آٹے کی بوری میں رکھ کر زید بن سمین یہودی کے یہاں چھپائی جب زرہ کی تلاش ہوئی اور طعمہ پر شبہ کیا گیا تو وہ انکار کر گیا اور قسم کھا گیا بوری پھٹی ہوئی تھی اور آٹا اس میں سے گرتا جاتا تھا اس کے نشان سے لوگ یہودی کے مکان تک پہنچے اور بوری وہاں پائی گئی یہودی نے کہا کہ طعمہ اس کے پاس رکھ گیا ہے اور یہود کی ایک جماعت نے اس کی گواہی دی اور طعمہ کی قوم بنی ظفر نے یہ عزم کر لیا کہ یہودی کو چور بتاتے اور اس پر قسم کھاتے تھے تاکہ قوم رسوا نہ ہو اور ان کی خواہش تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طعمہ کو بری کر دیں اور یہودی کو سزا دیں اسی لئے انہوں نے حضور کے سامنے طعمہ کے موافق اور یہودی کے خلاف جھوٹی گواہی دی اور اس گواہی پر کوئی جرح و قدح نہ ہوئی اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (اس واقعہ کے متعلق متعدد روایات آئی ہیں اور ان میں باہم اختلافات بھی ہیں) * جس طرح اللہ تمہیں دکھائے اور علم عطا فرمائے علم یقینی کو قوت ظہور کی وجہ سے رویت سے تعبیر فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہرگز کوئی نہ کہے کہ جو اللہ نے مجھے دکھایا اس پر میں نے فیصلہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب خاص اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا آپ کی رائے ہمیشہ صواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق و حوادث آپ کے پیش نظر کر دئیے ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے ظن کا مرتبہ رکھتی ہے۔ (صدر الافاضل، تفسیر حاشیہ کنز الایمان)

۱۰۶ - (جو کوئی گناہ کرے اور دوسرے شخص کو متہم کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے کہ گناہ کر کے اس پر اصرار کرے تو اسے چاہئے کہ وہ)
توبہ کرے اور اللہ سے اس گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ کو گناہ معاف فرمانے والا اور مہربان پائے گا۔ (تفسیر جلالین)

۱۰۷ - اور تم کوئی جواب دہی نہ کرو ان لوگوں کی طرف سے جو کہ اپنا خود ہی نقصان کر رہے ہیں۔ چونکہ ان کی اپنی خیانت کاری کا نتیجہ بد خود ان ہی کی طرف لوٹتا تھا اس لئے دوسروں کے ساتھ خیانت کرنے کو خود اپنے ساتھ خیانت کرنا قرار دیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا یعنی مبغوض جانتا ہے اس کو جو بڑا خائن ہو یعنی خیانت پر جم جانے والا ہو گناہگار ہو یعنی جھوٹ بول کر حق کا انکار کرنے اور بے قصور پر تہمت لگا کر جو گناہ گار ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ اس سے نفرت کرتا ہے۔ علماء کا بیان ہے کہ آیت میں خطاب آپ سے ہے مگر مراد مخاطب دوسرے لوگ ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۱۰۸ - یہ اصل واقعہ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ سب کچھ تدبیریں اسی سلسلے میں ہیں مگر وہ کسی طرح اللہ سے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں چھپا سکتے وہ رب تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہے جب وہ رات کو اپنے گھروں میں جمع ہو کر بری تدبیریں اور بری باتیں سوچتے ہیں اس کے علم اس کی قدرت سے کہاں جا سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت تو اس کے سارے ظاہری خفیہ جسمانی زبانی اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔ گھرا ہوا گھیرے ہوئے سے کیسے نکل سکتا ہے۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: ابن سعد نے طبقات میں اپنی سند سے محمود بن لبید کی روایت سے لکھا ہے کہ بشیر بن حارث نے قتادہ بن نعمان کے چچا رفاعہ بن زید کی کوٹھری میں پیچھے کی طرف سے سیندھ لگا کر کچھ آٹا اور دو زرہیں مع ان کے ساز و سامان کے لے لیں قتادہ نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ حضور علیہ السلام نے بشیر کو طلب کر کے سوال کیا بشیر نے انکار کر دیا اور ایک شخص لبید بن سہیل کو جو احاطہ میں بڑا شریف اور اصیل آدمی تھا متہم کیا اس پر بشیر کی تکذیب اور لبید کی براءت کے سلسلے میں آیات انا انزلنا الیک الکتٰب ... الخ نازل ہوئیں بشیر کو جب نزول آیات کی اطلاع ملی تو وہ مرتد ہو کر بھاگ کر مکہ چلا گیا اور سلافہ بنت سعد کے پاس جا کر ٹھہرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسلمانوں کی ہجو کرنے لگا اس کے بارہ میں آیات کا نزول ہوا اور حضرت حسان بن ثابت نے بشیر کی ہجو کی آخر وہ لوٹ آیا یہ واقعہ ربیع الثانی ۴ ہجری کا ہے ● یہ حاجت ہوتی ہے تو مسلمان اگرچہ قومی حمایت میں طعمہ کی طرفداری کر بیٹھے اس کے لئے دعاء مغفرت کریں نیز ان کو آئندہ کے لئے تاکید فرما دی کہ ایسی حرکت نہ کریں اللہ تعالیٰ معاف بخشنے والا مہربان ہے ● خائن کی خیانت کا وبال خود اسی پر لوٹ کر پڑنے والا ہے۔ اس لئے گویا وہ کسی دوسرے کے ساتھ خیانت نہیں کر رہا بلکہ اپنے آپ سے خیانت کر رہے ہیں ● وہ اس امر کو شرم یا ڈر کے مارے چھپاتے ہیں مگر اس سے کیا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے اللہ تعالیٰ پر راز منکشف ہے

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ
يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي
نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗــــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ
بِهٖ بَرِيْۗــــًٔـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

سنتے ہو یہ جو تم ہو دنیا کی زندگی میں ان کی طرف سے جھگڑتے ہو ان کی طرف سے کون
جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن یا کون ان کا وکیل ہے ★ اور جو کوئی برائی یا اپنی جان
پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ★ اور جو گناہ کمائے
تو اس کی کمائی اسی کی جان پر پڑے اور اللہ علم و حکمت والا ہے ★ اور جو کوئی خطا یا گناہ
کمائے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔ (۴/۱۰۹ تا ۱۱۲)

۱۰۹۔ ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی زندگی میں ان کی طرف سے جواب دہی کی باتیں کر لیں سو اللہ تعالیٰ
کے روبرو قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جواب دہی کرے گا یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام
بنانے والا ہوگا ★ یہ تو ہو سکتا ہے کہ تم حکام وقت کے یہاں جن کی نظر صرف ظاہر پر ہوتی ہے تم کوئی
کامیابی اپنی طاقت لسانی کی وجہ سے حاصل کر لو۔ لیکن اللہ جو ہر پوشیدہ اور ظاہر سے باخبر ہے
اس سے تم اپنے کو نہیں چھپا سکتے۔ قیامت کے دن تمہارا کوئی حامی نہیں ہوگا جو تمہارے جھوٹے
دعوے کی تائید کر سکے۔ مطلب یہ کہ اس دن تمہاری کچھ نہیں چلے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۱۰۔ اور جو کوئی گناہ کرے اور دوسرے شخص کو متہم کرے جیسے طعمہ مذکور نے یہودی کو تہمت چوری کی لگائی
یا اپنی جان پر ظلم کرے کہ گناہ کر کے اس پر اصرار کرے پھر توبہ کرے اور اللہ سے اس گناہ کی بخشش
چاہے تو اللہ کو گناہ معاف کرنے والا مہربان پائے گا۔ (جلالین)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
۱۱۱۔ (اے بندے اے گنہگار) تیرے اس گناہ سے ہمارا کچھ ضرر نہیں ہوا بلکہ خاص تیرا ہی ضرور (نقصان)
ہے پھر کیوں معافی نہیں چاہتا اگر تو دل میں نادم اور پشیمان اپنے فعل سے ہوگا تو ہم علیم و حکیم ہیں۔
معاف کر دینا ہمارے علم اور حکمت کا مقتضا ہے (حقانی)

۱۱۲۔ گناہ سرزد ہونے کے بعد چاہیے تو یہ کہ انسان اس پر نادم و پشیمان و شرمسار ہو کر اللہ تعالیٰ کی
جناب میں مغفرت کا طالب ہو لیکن جو شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر اس پر نادم ہونے کے
بجائے اپنی براءت ثابت کرنے کے لئے اس گناہ کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپتا ہے تو اس سے بڑھ

کر کسی اور پر ڈال کر بری ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص نے اپنے آپ کو دوہرے گناہ کا مجرم بنا دیا ہے ایک گناہ دوسرا بہتان۔ اسے سزا بھی دوہری ملے گی۔ (ضیاء القرآن)

مفہومات مزید: تم ہی ایسے ہو کہ تم نے دنیوی زندگی میں تو ان کی طرف سے جواب دہی کی باتیں کر لیں ✲ ھم کی ضمیر ابن ابیرق اور اس جیسے دوسرے لوگوں کی طرف راجع ہے اور ابن ابیرق کی قوم والے بھی اس میں داخل ہیں ✲ کل قیامت کے دن ابن ابیرق اور اس جیسے لوگوں کی طرف سے اللہ سے کون جھگڑے گا جب کہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینا چاہے گا۔ یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانے والا ہوگا ● تین قسم کے مجرموں کے بعد ایک وہ جو گناہ کر کے توبہ کر لیں۔ دوسرے وہ جو گناہ کریں مگر توبہ نہ کریں تیسرے وہ چالباز جو گناہ کر کے دوسروں پر تھوپ دیں خود اچھے بن جائیں دوسرے کو مجرم قرار دے دیں۔ ان مجرموں انجام کا ذکر ✲ اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور اگر وہ توبہ کر لے جس میں تمام شرائط و ارکان توبہ جمع ہوں تو وہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ● اور جو شخص محض گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچاتا ہے کیونکہ خود اس کی بد اعمالی کا ضرر اسی کو پہنچے گا دوسرے پر اس کا وبال نہیں پڑے گا اور بندہ جو عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے اور بدلہ دینے میں حکمت سے کام لیتا ہے ● خطا سے مراد یا گناہ صغیرہ ہیں یا غلطی سے صادر ہو جانے والے گناہ اور اثم سے مراد گناہ کبیرہ ہیں یا عمداً کئے ہوئے گناہ۔ یا خطا سے مراد لازم گناہ ہیں جس کا اثر دوسرے پر نہ پڑے صرف کرنے والے پر رہے اور اثم سے مراد متعدی گناہ جس کا اثر دوسرے پر بھی پڑے۔ یا خطا سے مراد زرہ کی چوری ہے اور اثم سے مراد جھوٹی قسم ہے جیسا طعمہ نے کیا۔ (خازن) ✲ جو کوئی چھوٹا بڑا گناہ کر کے دوسرے پر اس کا بہتان لگا دے جو اس سے بالکل بری ہو۔ وہ سخت بہتان بھی اٹھاتا ہے اور سخت گناہ کا ارتکاب بھی کرتا ہے جس کا گناہ ہونا ہر دین میں مسلم ہے اور عقل سلیم بھی اسے گناہ مانتی ہے ✲ بے عیب کو عیب لگانا بہتان ہے اور عیب دار کا واقعی عیب پس پشت بیان کرنا غیبت ہے بہتان مطلقاً حرام ہے کسی کو لگائے کسی طرح لگائے ✲ خود بہتان لگانے والے کا نفس اسے ملامت کرتا ہے کہ تو نے یہ کیا غضب کیا اسی لئے وہ بہتان کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ کسی طرح اس کا یہ فریب ظاہر ہو جائے اسی لئے اسے اثم مبین یعنی کھلا ہوا گناہ فرمایا گیا ✲ زبان بدبختی کا سبب ہی واقع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جسم کا ہر عضو زبان کی تیزی کا شکوہ کرتا ہے" (مظہری) ✲ اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کرنا یہ جرم بجائے خود کیا کم ہے چہ جائیکہ اپنا گناہ اٹھا کر بے گناہ کے سر تھوپ دیا جائے یہ ضمیر و اخلاق کی انتہائی پستی کا نمونہ ہے اسی وجہ سے اس جرم کی سزا بھی بڑی سخت رکھی گئی ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ
اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى
ع ۱۱۵ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپ پر اور اس کی رحمت تو تہیہ کر لیا تھا ایک گروہ نے ان میں سے کہ غلطی میں ڈال دیں آپ کو اور نہیں غلطی میں ڈال رہے مگر اپنے آپ کو اور نہیں ضرر پہنچا سکتے آپ کو کچھ بھی اور اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے ★ نہیں کوئی بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں بجز ان لوگوں کے جو حکم دیں صدقہ دینے کا یا نیک کام کا یا صلح کرانے کا لوگوں میں اور جو شخص کرے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضامندیاں حاصل کرنے کے لئے تو ہم عطا فرمائیں گے اسے اجر عظیم ★ اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہو گئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھیر دیں گے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ (۴/ ۱۱۳ تا ۱۱۵)

۱۱۳ "اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا" یعنی تمہیں نبی و معصوم کرکے اور رازوں پر مطلع فرما کے "تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں" کیونکہ اس کا وبال انہیں پر ہے "اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے" کیونکہ اللہ نے آپ کو ہمیشہ کے لئے معصوم کیا ہے "اور اللہ نے تم پر کتاب" یعنی قرآن کریم "اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے" امور دین و احکام شرع و علوم غیب "اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے" (کنزالایمان)

۱۱۴ یہ لوگ جو خود ساختہ تدبیریں کرتے ہیں ان میں سے اکثر میں کوئی خیر نہیں ہوتی (بلکہ اکثر شر انگیز ہوتی ہیں) ★ مجاہد رحمہ نے کہا آیت کا عموم سب کے لئے ہے (یعنی عام لوگوں کے اکثر مشوروں میں خیر نہیں ہوتی) ★ سوائے ان کے جو خیرات کا مشورہ دیتے ہیں۔ یا کسی نیک کام کا۔ معروف وہ اچھا کام جس کی اچھائی شریعت کی رو سے معلوم ہو اور بعض علماء کا قول ہے کہ صدقہ سے مراد ہے فرض زکوٰۃ

اور معروف سے مراد ہے قرض، صدقہ نفل اور امداد مصیبت زدگان * یا لوگوں میں صلح کرانے کا * معروف کے عام ہونے کے باوجود اصلاح یعنی لوگوں میں صلح کرا دینا بھی داخل ہے لیکن اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر الگ کر دیا گیا * اور جو شخص یہ بات کرے گا یعنی مذکورہ امور میں سے کسی ایک امر کے کرنے کا مشورہ دے گا یا مذکورہ امور میں سے ایک کام کرے گا یعنی صدقہ دے گا یا کوئی بھلائی کرے گا یا لوگوں میں صلح کرائے گا * اللہ کی رضا مندی کی طلب میں ۔ نیکی کرنے کے لئے طلب رضا کی شرط اس لئے لگائی کہ دکھاوے اور شہرت کے لئے بھلائی کرنے والا ثواب کا مستحق نہیں ہے * تو ہم اس کو ضرور بڑا
بجائے اجر
ثواب عطا کریں گے جس کے مقابلہ میں دنیا کا سارا مال و متاع حقیر ہے۔ (تفسیر مظہری)

۱۱۵ ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی کی برائی کا نتیجہ بتایا جاتا ہے کہ ایسے شخص کی سزا جہنم ہے۔ جیسا کہ طعمہ نے علیحدگی اختیار کی اور مکہ میں مرتد ہو کر مر گیا۔ اس آیت میں اجماع امت کے حجت ہونے کا ثبوت ہے اور یہ کہ اجماع کا مخالف ہونا حرام ہے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ (تفسیر حقانی)

معلومات مزید :

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر اپنے فضل و کرم اور عنایات جسیم اپنے بیان کا ذکر فرماتا ہے * فضل حق تعالیٰ جب آپ پر سایہ فگن ہو اور عصمت ربانی جب آپ کی دستگیری فرمائے تو بھلا کوئی اور دوسرا اپنا زور چلا سکتا ہے یا یہ الفت کے ایسا خیال کر کے اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے * عنایات ربانی میں سے خاص خاص عنایات کا ذکر فرمایا کہ آپ کو کتاب و حکمت دی اور آپ کو جملہ امور کا علم عطا فرمایا جس کا پہلے آپ کو علم نہ تھا * قرآن کریم جس میں ہر چیز کا بیان ہے اس میں ہدایت کا نور بھی ہے اور پند و نصیحت بھی ایسی جامع کتاب کے ساتھ حکمت یعنی قرآن کے حلال و حرام، اوامر و نواہی وغیرہ کے اجمال کی تفصیل بھی نازل کی * اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم حبیب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن بے پایاں علوم سے نوازا اور معارف کے جن خزانوں سے آپ کے سینہ کو لبریز فرمایا ان کا ذکر قرآن شریف میں متعدد مقامات پر موجود ہے ● ہر کام میں رضائے الٰہی مقصود ہونی چاہیے * اللہ کی راہ میں حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ بھی احد پہاڑ جتنا ہو جائے گا * نیکیوں کی اشاعت میں بڑی فضیلت ہے * اپنے دوست دوستوں اور آپس میں ناراض لوگوں کو ملا دینا اور اختلاف کی صورت میں لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا بہت بڑا عمل ہے * لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے جو بات یا کام ہو وہ اچھا اور قابل اجر ہے ●

جو شخص غیر شرعی طریق پر چلے فرمان رسول اللہ کچھ ہو اور اس کا منشا کچھ اور ہو حالانکہ اس پر حق کھل چکا ہو دلیل دیکھ لی ہو پھر بھی مخالفت رسول کر کے مسلمانوں کی صاف روش سے ہٹ جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے ڈھیل دیتے ہیں اور اسے اپنی برائی بھلائی نظر آنے لگتی ہے نتیجتاً جہنم کے بیچ میں جا پہنچتا ہے * مومنوں کی راہ کے علاوہ راہ ڈھونڈنا دراصل رسول اللہ سے شقاق و خلاف کرنا ہے * نیک کام تو شارع کی صاف بات کا خلاف ہوتا ہے اور کبھی اس چیز کا خلاف ہوتا ہے جس پر ساری امت محمدیہ متفق ہو جس میں اجماع سے اللہ نے بوجہ ان کی شرافت و کرامت

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ
بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ۝ ١١٦ إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلَّآ إِنٰثًا ۚ وَإِنْ
يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ ١١٧ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ ١١٨ وَّلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ
الْأَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ ١١٩

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس (جرم عظیم) کو کہ شریک ٹھہرایا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے اس کے ماسوا جتنے جرائم ہیں جس کے لیے چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہرائے (کسی کو) اللہ کے ساتھ تو وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا ★ نہیں عبادت کرتے یہ مشرک اللہ کے سوا مگر دیویوں کی۔ اور نہیں عبادت کرتے مگر شیطان سرکش کی ★ لعنت کی ہے اس پر اللہ نے اور اس نے کہا تھا کہ میں ضرور لوں گا تیرے بندوں سے (اپنا) حصہ مقرر ★ اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور میں ضرور انہیں جھوٹی امیدوں میں الجھاؤں گا اور میں ضرور حکم دوں گا انہیں پس وہ ضرور چیریں گے جانوروں کے کان اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے اللہ کی مخلوق کو۔ اور جو شخص بنالے شیطان کو (اپنا) دوست اللہ کو چھوڑ کر تو نقصان اٹھایا اس نے کھلا نقصان۔ (۴/۱۱۶ تا ۱۱۹)

۱۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ آیت ایک شیخ سال اعرابی کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی اللہ میں بوڑھا ہوں۔ گناہوں میں غرق ہوں بجز اس کے کہ جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا اور جرأت کے ساتھ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ سے بھاگ سکتا ہوں شرمندہ ہوں تائب ہوں مغفرت چاہتا ہوں اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت نص صریح ہے اس پر کہ شرک بخشا نہ جائے گا اگر مشرک اپنے شرک میں مرے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مشرک جو اپنے شرک سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اس کی توبہ و ایمان مقبول ہے (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

۱۱۷۔ یہ مشرکین عورتوں کو پوجتے ہیں۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں ہر صنم کے ساتھ ایک جنیہ عورت ہے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں اِنَاثًا سے مراد بت ہیں۔ یہ قول اور مفسرین کا بھی ہے ضحاکؒ کا قول ہے کہ مشرک فرشتوں کو پوجتے تھے اور انہیں اللہ کی لڑکیاں مانتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کی

عبادت سے ہماری اصل غرض خدا کی نزدیکی حاصل کرنا ہے ۔ اور ان کی تصویریں عورتوں کی شکل کی تمام کرتے تھے
کہ یہ صورتیں فرشتوں کی ہیں جو اللہ کی لڑکیاں ہیں * ان لوگوں نے خدا کے مقدس فرشتوں کو مونث سمجھ رکھا ہے؟
* حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مراد مردے ہیں ۔ حسن فرماتے ہیں ہر بے روح چیز اناث ہے خواہ خشک
لکڑی ہو خواہ پتھر ہو لیکن یہ قول غریب ہے ۔ پھر ارشاد ہے کہ در اصل یہ شیطان کے پجاری ہیں کیونکہ وہی انہیں
راہ دکھاتا ہے اور یہ در اصل اسی کی مانتے ہیں ۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۱۸ ۔ شیطان کے چند اقوال نقل ہوئے اس کی مذمت کے لئے ۔ خواہ یہ بات شیطان کہہ چکا ہو اللہ تعالیٰ کی لعنت کی ہے
زبان حال سے کہی ہو خواہ زبان قال سے اس وقت کہی ہو جب کہ حضرت آدم ؑ کو سجدہ کرنے سے
راندہ کیا گیا تھا * فرض لعنت یا قطع کو کہتے ہیں جس سے مراد مقدار معین ہے یعنی بندوں میں سے ایک
جماعت معین کو اپنے حصہ میں لے لوں گا وہ میرے کہنے پر چلیں گے ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اس کے وسواس
اور خطرات کی پیروی کرتے ہیں ۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۱۱۹ ۔ اے لوگو! شیطان جب مردود کرکے نکالا گیا تو اس نے ہم سے تمہارے متعلق چند باتیں کہیں ہیں جن پر وہ ہمیشہ
کاربند رہے گا اس نے کہا مولیٰ تو نے مجھے آدم علیہ السلام کی وجہ سے مردود کیا ہے ان کی اولاد سے بدلہ لوں گا جو میرے
حصہ میں آئیں گے انہیں بہکا کر بد عقیدہ بنا دوں گا ۔ ان کے دلوں میں لمبی امیدیں دراز تمنائیں پیدا کر دوں گا
ان آرزوؤں کی وجہ سے وہ دنیا میں پھنسے رہیں گے کبھی آخرت کا خیال بھی نہ کریں گے انہیں مشورے دوں گا وسوسے
دے کر ان سے برے کام کرواؤں گا چنانچہ وہ لوگ میرے وسوسے کی بنا پر جانوروں کے کان کاٹا کریں گے اللہ کی
خلق میں تبدیلیاں کیا کریں گے جس سے رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اپنی صورتوں اخلاق و عادات عقائد کو
بدل ڈالیں گے ۔ خیال رکھو جو بھی اللہ کے مقابل شیطان کو دوست بنائے گا وہ کھلے نقصان میں رہے گا ۔ اپنی اصل
دولت ہمہ برباد کرے گا پھر اپنے نقصان کا پتہ اسے جب چلے گا جب پتہ چلنا کام نہ آئے گا ۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید : مشرکین سے دنیا اور آخرت کی بھلائی چھوٹ جاتی ہے وہ راہ حق سے دور جا پڑتے ہیں
وہ اپنے نفس کو اور اپنے دونوں جہان کو برباد کر لیتے ہیں ● دعا عبادت ہے * جو کسی کی پرستش کرتا ہے
وہ اسی کو حاجت کے لئے پکارتا ہے * اناث سے مراد بت ہیں بتوں کو اناث کہنے کی وجہ یا تو یہ ہے کہ عرب اپنے بتوں
کو مونث (مادہ) سمجھتے تھے اور ان کے نام رکھنے میں مونث کے صیغے استعمال کرتے تھے مثلاً مناۃ، عزی اور لات *
یا یہ وجہ ہے کہ ان کے معبودوں کی کوئی حقیقت نہیں صرف نام ہی نام تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے یا یہ وجہ
کہ معبود جمادات تھے اور مونث کا اطلاق جمادات پر ہوتا ہے * بت میں چونکہ شیطان ہوتا ہے بت پرستی ابلیس کی
پرستش ہے ● اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور شیطان نے کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے حصہ مقرر
کروں گا وسوسے ڈال کر ان کو حق سے گمراہ کروں گا ● اللہ کی تخلیق کو بدلنے کی صورتیں ہیں جانوروں کے کان وغیرہ کاٹنا چیرنا، چاند
سورج پتھر آگ وغیرہ کو مقصد رکھتے ہیں انہیں سمجھ کر ان کی پرستش وغیرہ * حلت و حرمت میں تبدیلی * جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان
کو رفیق بنائے وہ ہمیشہ کے لئے نقصان میں ہے ۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝١٢٠ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ
جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝١٢١ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ
حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝١٢٢ لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ
مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا نَصِيرًا ۝١٢٣

(شیطان) ان سے وعدے ہی کرتا اور ہوسیں ہی دلاتا رہتا ہے اور شیطان ان سے وعدہ صرف فریب کی راہ سے کرتا ہے ★ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ وہاں سے بچنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے ★ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے عمل نیک کئے ہم ان کو عنقریب (بہشت کے) باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ کے سوا کون بات کا سچا ہے ★ نہ تمہاری تمناؤں پر ہے نہ اہل کتاب کی تمناؤں پر (بلکہ) جو کوئی برائی کرے گا اسے اسی کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کو چھوڑ کر نہ کسی کو دوست پائے گا نہ مددگار۔ (۴/۱۲۰ تا ۱۲۳)

۱۲۰۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں نے اپنے بندوں کو یکسوئی والے دین پر پیدا کیا۔ لیکن شیطان نے آکر انہیں بہکا دیا۔ میرے حلال کو ان پر حرام کر دیا۔" شیطان کو دوست بنانے والا اپنا نقصان کرنے والا ہے جس نقصان کی کبھی تلافی نہ ہو سکے کیونکہ شیطان انہیں سبز باغ دکھاتا رہتا ہے غلط راہ میں انہیں بھٹکاتا ہے اور دراصل وہ بڑا فریب اور صاف دھوکا ہوتا ہے چنانچہ قیامت کے دن صاف کہے گا کہ اللہ کے وعدے سچے تھے اور میں تو وعدہ خلاف ہوں ہی۔ میرا کوئی زور تم پر تھا نہیں، میری پکار کو سننے کے ساتھ ہی تم کیوں اپنی عقل کھو بیٹھے۔ اب مجھے کوسنے کے بجائے خود کو برا کہو (تفسیر ابن کثیر)

● شیطان ان سے درازیٔ عمر کا وعدہ کرتا ہے اور طمع دیتا ہے کہ دنیا میں تمہاری تمنائیں پوری ہوں گی اور قیامت اور ثواب عذاب کچھ نہیں ہوگا اور شیطان کا ان سے یہ وعدہ محض دھوکا اور جھوٹ ہے

۱۲۱۔ وہی لوگ ہیں کہ ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جس سے وہ کہیں نکل کر نہ جا سکیں گے۔ (تفسیر جلالین)

۱۲۲۔ جو لوگ تمام عقائد اسلامیہ اختیار کرکے مومن ہوئے اور انھوں نے بقدر طاقت ہر قسم کے نیک اعمال کئے ہم عنقریب انہیں روز قیامت ان دائمی باغوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے پانی، شہد، دودھ اور شراب طہور کی نہریں ہمیشہ بہتی رہتی ہیں ان چیزوں کے کنوئیں یا تالاب یا چشمے نہیں ہیں تاکہ ان میں حسن و خوبصورتی نہ ہو اور اہل جنت کو پانی وغیرہ لانے کے لیے دور جانا پڑے نہ دریا ہیں جن میں سیلاب وغیرہ کا خطرہ ہو بلکہ نہریں ہیں وہ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اپنی کتابوں تورات انجیل زبور اور قرآن میں یا اپنے رسولوں کی زبان پر کتابوں اور رسولوں کے وعدے تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ تو دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچے کلام اور سچے وعدے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے۔ وہی سچے وعدہ والا ہے رب کائنات ہے (مولانا اشرف التفاسیر)

۱۲۳۔ حقیقت امر تمہاری آرزوؤں سے وابستہ نہیں۔ یعنی اے اہل مکہ تم میں سے جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حشر نشر کچھ نہ ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس ہمارے بت سفارشی ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ تمہارے خیال کے مطابق اگر دوبارہ زندگی ہوگی تب بھی ہم تم سے اچھے حال میں ہوں گے۔ حقیقت امر تمہاری ان آرزوؤں سے وابستہ نہیں سیاق آیت دلالت کر رہا ہے کہ خطاب اہل مکہ کو ہے۔ صحابہؓ کا یہی قول ہے
* اور نہ حقیقت امر اہل کتاب کی آرزومنات سے وابستہ ہے۔ اہل کتاب سے مراد یہودی و عیسائی جو کہتے تھے کہ ہم اللہ کے چہیتے اور بیٹے ہیں اور جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ کوئی نہ جائے گا اور آگ صرف چند روز ہم کو چھوئے گی۔ بلکہ نجات اور ثواب کا مدار ایمان اور نیک اعمال پر ہے اور گرفتاری عذاب کفر و بد اعمالی سے وابستہ ہے * جو برے کام یعنی کفر و گناہ کرے گا اس کی سزا دیا جائے گا * اور اللہ کو چھوڑ کر وہ اپنے لئے نہ دوست پائے گا جو اس کو کسی طرح کا خیر پہنچا سکے۔ نہ مددگار جو اس کی طرف سے شر کو دفع کردے۔ (تفسیر مظہری)

مفہومات مزید: جو دعوے کرتے ہیں بے سند کسی چیز کو لذیذ اور شیریں سمجھ کر چکھتے ہیں وہ اچھے اور وہ نہایت تلخ اور بدمزہ نکلے بالکل اسی طرح کے یہ شیطانی وعدے ہیں جو شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ تو دنیا کو فراہم کرنے میں کوشش کر۔ سو وہ عمر ضائع کرتا ہے پھر بھی یہ سب باتیں حاصل نہیں ہوتیں اور جو ہو بھی تو موت کے وقت ان کی مفارقت سے نہایت رنج و الم ہوتا ہے ● یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہاں سے نکل جانے کا کوئی بھی راستہ نہ پائیں گے ● شیطانی وعدے تو سراسر دھوکہ اور فریب ہیں لیکن اس کے مقابلے میں اللہ کے وعدے جو اس نے اہل ایمان سے کئے ہیں سچے اور برحق ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے؟ لیکن انسان کا معاملہ بھی عجیب ہے یہ سچوں کی بات کو کم مانتا ہے اور جھوٹوں کے پیچھے زیادہ چلتا ہے چنانچہ یہ بات عام طور پر دیکھی جاتی ہے کہ شیطانی چیزوں کا چلن عام ہے اور رحمانی کاموں کو ترقی دینے والے ہر دور میں اور ہر جگہ کم ہی رہے ہیں اور کم ہی ہیں ● مسلمانوں کے ساتھ اہل کتاب کے ذکر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے سامنے ایک ایسی قوم کی زندہ مثال پیش کی جا رہی ہے جو صرف توقعات اور امیدوں کی آغوش کی پروردہ تھی یہی ڈینگیں مارتے رہے کہ "نحن ابناؤ اللہ واحباؤہ" اور ہمیں دوزخ کی آگ بس چند دن چھوئے گی اور ہم افضل ترین امم ہیں اور زندگی کے وہ سنہری لمحات ضائع کر دیے یعنی حضور رحمۃ للعالمین کے حلقہ غلامی کے شرف سے محروم رہ گئے۔

وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ ۱۲۴ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ
لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ
خَلِيْلًا ۝ ۱۲۵ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ ۱۲۶

اور جو کوئی نیکیوں پر عمل کرے گا (خواہ) مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان ہو گا (تو ایسے لوگ) تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہو گا ✱ اور دین میں اس سے بہتر کون ہے جو اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور ابراہیم (علیہ السلام) راست رو کے مذہب کی پیروی کرے اور اللہ نے تو ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنا لیا ✱ اور اللہ ہی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (۴/۱۲۴ تا ۱۲۶)

۱۲۴۔ اعمال صالح کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور اپنے احسان و کرم و فضل سے انہیں قبول فرماتا ہے کسی مرد و عورت کے کسی نیک عمل کو وہ ضائع نہیں کرتا ہاں شرط یہ ہے کہ وہ ایماندار ہو۔ ان مومنوں کو وہ اپنی جنت میں داخل کرے گا اور ان کی حسنات میں کوئی کمی نہ آنے دے گا۔ نقیر کہتے ہیں کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو ذرا سی ہوتی ہے۔ فتیل کہتے ہیں اس گٹھلی کے درمیان جو ہلکا سا چھلکا ہوتا ہے، اسکو یہ دونوں تو کھجور کے بیج میں ہوتے ہیں اور قطمیر کہتے ہیں اس بیج کے اوپر کے لفافے کو۔ اور یہ تینوں لفظ اس موقعہ پر قرآن شریف میں آئے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

● اور جو مرد یا عورت اچھے عمل کرے اور وہ مسلمان ہو سو وہی لوگ جنت میں داخل کئے جاویں گے اور بقدر سوراخ گٹھلی کے بھی ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا۔ (تفسیر جلالین)

۱۲۵۔ نجات اور حیات ابدی کا مدار ایمان پر ہے جو در اصل دین اسلام میں پایا جاتا ہے ✱ دین اسلام کے برحق ہونے پر دو دلیلیں کس لطف کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہیں کہ جن کے تسلیم کرنے میں کسی منصف مزاج کو انکار کی مجال نہیں۔ اول دلیل عقلی مقدمات یقینیہ پر مبنی ہے وہ یہ کہ ہر ایک دین حق کے دو جزو ہوتے ہیں اول عقائد صحیحہ توحید و نبوت و معاد کے متعلق۔ دوم اعمال صالحہ عبادات و خیرات و صلہ رحمی ✱ اور اسلام میں یہ دونوں ہیں۔ اول کی طرف مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ میں اشارہ ہے اور دوسرے کی طرف هُوَ مُحْسِنٌ میں اشارہ ہے یہ دو مختصر سے فقرات ہیں کہ جن سینکڑوں باریک معانی رکھتے ہیں۔ مثلاً اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ میں یہود و نصاریٰ و مشرکین کی طرف ایک لطف کے ساتھ الزام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آگے سر نہیں جھکاتے ہوتے ہیں بلکہ کبھی مسیح علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں کبھی عزیر علیہ السلام کو کبھی کسی اور کو۔ دوسری دلیل مقدمات مسلّمہ اہل کتاب و مشرکین عرب پر مبنی ہے وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ تھے

جن کو یہ لفظ خلیل تعبیر کیا ہے اور ان کا مذہب برحق تھا۔ اب ہر شخص اپنے مذہب کو اسی کے مطابق کر کے دیکھے کہ کون موافق اور کون مخالف ہے اور اسلام کی بنیاد سراسر انہی سچے اصولوں پر رکھی گئی ہے اسی دلیل کی طرف واتبع ملة ابرٰهيم حنيفًا میں اشارہ کر دیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کا وصف حنیف اور خلیل بیان فرما کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ کچھ اللہ تعالیٰ کے کارکن یا بیٹے نہ تھے کہ احتیاج کی وجہ سے ان کو خلیل بنایا تھا بلکہ محض ان کی عبودیت کی وجہ سے۔ (تفسیر حقانی)

۱۲۶۔ خیال رکھو کہ تمام آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ملک حقیقی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت و قبضہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے کوئی چیز اس کی ملک و قبضہ سے خارج نہیں لہٰذا کوئی مجرم اس سے بچ نہیں سکتا اس کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو اسے راضی رکھو۔ (اشرف التفاسیر)

معنویات مزید: اعمال صالحہ کی قبولیت کے لئے ایمان کا ہونا اولین شرط ہے۔ فوری اغراض کے لئے تیار کی گئی زمین میں جب تک تخم ریزی نہ ہو روئیدگی اور فصل کی بار آوری نہیں ہو پاتی اسی طرح اعمال صالحہ اور نیکیوں کی زمین میں ایمان کا تخم ثمرہ سے نوازتا ہے * عمل صالح ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ عامل میں صفت ایمان موجود نہ ہو کیوں کہ ایمان کے بغیر ہر عمل کے پیچھے کوئی پست جذبہ کارفرما ہوتا ہے مثلاً دنیوی فائدہ، شہرت، مقبولیت، عوام میں چرچا وغیرہ۔ تو جس عمل کا محرک ایسی پست چیز ہو وہ عمل صالح نہیں کہلایا جا سکتا صرف ایمان ہی وہ قوت ہے جو ہر عمل کا رخ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی طرف پھیر دیتی ہے اخلاص سے نواز دیتی ہے اسی نسبت کی برکت سے انسان کا ہر عمل صالح بن جاتا ہے اور اس کا دنیا و آخرت میں اچھا صلہ ملتا ہے ● فرمانبرداری دل سے ہونی چاہئے * خلة محبت خالص کو اور خلیل خالص دوست کو کہا جاتا ہے * خلت الٰہی سے مراد قرب و مقبولیت کا اعلیٰ درجہ ● ایسے شخص سے اچھا دین کس کا ہوگا جو دنیا رخ اللہ کی طرف جھکا دے یعنی جس نے اپنی ذات کو اللہ کے لئے خاص کر دیا کہ اس کے مقصد کی کوئی علمی یا عملی وابستگی اور آویختگی غیر اللہ سے نہیں رہی دل اور سارا بدن اللہ کے اوامر و نواہی کا پابند ہو گیا * ایسی حالت میں کہ وہ اچھے کام کرنے والا بھی ہو * حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ احسان (اعمال کی خوبی) کیا ہے تو آپ نے فرمایا (عبادت کی خوبی یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے اللہ کو (اس وقت اپنی نظر سے) دیکھ رہے ہو پس اگر تم اس کو نہیں دیکھ پاتے تو وہ تو یقیناً تم کو دیکھتا ہے (بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ متفق علیہ) * اور چلا ابراہیم کے دین پر * ابراہیم کی ہر دینی حقانیت مسلم ہے * حنیف سے مراد تمام باطل پرستوں سے منہ موڑ کر راہ حق پر چلنے والا ● اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے * یعنی تمام اجسام اور جہان کی چیزیں اللہ ہی کی مخلوق و مملوک ہیں لیکن موجودات سماوی اور کائنات ارضی نظر کے سامنے ہیں اس لئے ان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر * اور اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے مگر اس کا احاطہ ہر کیفیت سے پاک ہے۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ
فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا
مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۝١٢٧ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا
أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ
وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝١٢٨

اور (اے محبوب!) وہ آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں
کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان کے بارے میں (فتویٰ) اور ان یتیم عورتوں کے بارے میں جن کا
حکم تم کو کتاب میں سنایا جاتا ہے جن کا حق تم ادا کرنا نہیں چاہتے اور ان سے نکاح
کرنے کی رغبت رکھتے ہو اور بے کس بچوں کے حق میں بھی (وہی حکم) دیتا ہے (جو سنایا جا چکا ہے)
اور یہ بھی (حکم دیتا ہے) کہ تم یتیموں کی کارگزاری انصاف سے کرتے رہو۔ اور جو کچھ تم نیکی
کرتے ہو سو اللہ تعالیٰ اس سے (خوب) واقف ہے ★ اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی
بدمزاجی یا بے رغبتی سے ڈرے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ باہم کچھ مصالحت کر لیں۔
اور صلح بہتر (چیز) ہے اور ہر ایک شخص کے سامنے لالچ حاضر کیا گیا ہے (یعنی لالچ
ہر ایک کی جبلی بات ہے) اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ کو
تمہارے سب عمل معلوم ہیں۔ (۴/۱۲۷ تا ۱۲۸)

۱۲۷۔ بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی فرماتی ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی پرورش میں کوئی یتیم بچی
ہو جس کا وہ ولی وارث بھی ہو مال میں شریک ہو گیا ہو اب چاہتا ہو کہ اس یتیم سے ہی نکاح کر لوں۔ اس بنا
پر وہ دوسری جگہ اس کی شادی روکتا ہو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت اتری ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ
اس آیت کے اترنے کے بعد جب پھر لوگوں نے حضور سے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ
نے آیت وَيَسْتَفْتُونَكَ ... الخ نازل فرمائی۔ فرماتی ہیں اس آیت میں جو یہ فرمایا گیا وَمَا يُتْلٰى
عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اس سے مراد پہلی آیت وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى ... الخ (۱)
ہے۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ یتیم لڑکیوں کے وارث جب ان کے پاس مال کم پاتے یا وہ حسین نہ ہوتیں تو ان سے
نکاح نہ کرتے، اور اگر مالدار اور صاحب جمال پاتے تو نکاح کرتے لیکن اس حال میں بھی چونکہ ان لڑکیوں کا کوئی
اور نہیں ہوتا تھا، ان کے مہر اور حقوق میں کمی کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں روک دیا کہ بغیر پورا مہر اور پورے
حقوق ادا کئے بغیر نکاح کی اجازت نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ایسی یتیم بچی سے اس کے ولی کو نکاح حلال ہو تو

وہ وعدہ ہے جو کتاب میں لکھا ہے بشرطیکہ جو مہر اس جیسی اس کے کنبے قبیلے کی لڑکیوں کو ملتا ہے اسے بھی دے اور اگر ایسا نہ کرے تو اسے چاہیے اس سے نکاح بھی نہ کرے۔ اس صورت کے شروع کی اس مضمون کی پہلی آیت کا بھی یہی مطلب ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اس یتیم بچی سے خود اس کا ایسا ولی جسے اس سے نکاح کرنا حلال ہوتا اسے اپنے نکاح میں لانا نہیں چاہتا خواہ کسی وجہ سے ہو لیکن یہ جان کر کہ یہ جب دوسرے کے نکاح میں چلی جائے گی تو جو مال میرے اور اس لڑکی کے درمیان شراکت میں ہے وہ بھی میرے قبضے سے جاتا رہے گا تو ایسے نامناسب فعل سے منع فرمایا اس آیت میں

۱۲۸- اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے متعلق اس کی طرف سے زیادتی کا اندیشہ کرے یا بے توجہی اور بے رغبتی کا کہ یا تو خاوند اس کا خرچہ کم کر دے یا اسے اٹھتے بیٹھتے طعن تشنیع کرے یا اسے مارنا پیٹنا شروع کر دے یا اس سے کنارہ کشی اور بے رغبتی اختیار کرے اور عورت اس کے گھر میں رہنا چاہے یہاں سے نکلنا اور طلاق لینا اسے منظور نہ ہو تو دونوں خاوند و بیوی پر اس میں گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اس طرح کہ کچھ تو عورت اپنے حقوق میں خاوند کو رعایت دیدے کہ اپنا مہر معاف یا کم کر دے یا اپنا خرچہ کم کر دے یا اپنی باری معاف کر دے یا کم کر دے اور خاوند باوجود اس سے دل برداشتہ ہونے کے اسے اپنے گھر میں رکھے طلاق نہ دے خیال رہے کہ اگرچہ طلاق باوجود ناپسندیدہ چیز ہونے کے مباح رکھی گئی لوگوں کی ضرورت کی بنا پر مگر طلاق سے صلح بہتر ہے * اگر تم بیویوں کے ساتھ بھلائی کرو کہ اس سے رعایت نہ کراؤ ویسے اپنے پاس رکھو اور اس کے متعلق پرہیزگاری سے کام لو تو بیشک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے وہ تم کو بہت بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ خیال رہے کہ تحسنوا اور تتقوا میں خطاب مردوں سے ہے (از خزائن العرفان)

معلومات مزید: زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی بچی یتیم رہ جاتی تو اگر وہ حسین اور مالدار ہوتی تو اس کا ولی اس کے ساتھ خود نکاح کر لیتا لیکن اس کے حقوق کی ادائیگی کا خیال تک نہ کیا جاتا اور اگر وہ صاحب مال تو ہوتی لیکن قبول صورت نہ ہوتی تو پھر سرے سے اس کی کسی سے شادی ہی نہ کی جاتی تاکہ اس کے حقوق کا مطالبہ کرنے والا ہی کوئی نہ ہو اور وہ خود ہی اس کے مال کو ہضم کر جائے۔ اور اگر وہ نہ خوبصورت ہوتی اور نہ مالدار تو پھر اس کو اپنی مرضی سے کسی کے پلے باندھ دیا جاتا اور اس کا مہر وغیرہ ولی خود وصول کر لیتا ان تمام چیزوں کی ممانعت کر دی گئی ● اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بدمزاجی اور بے اعتنائی کا خوف ہو تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں کہ باہم کچھ حقوق چھوڑ کر مصالحت کر لی جائے اس لئے کہ انسانی جبلت میں بخل کی طرف میلان ہے مرد کو دینا ناگوار گزرتا ہے جب دینے میں کمی کی جائے گی تو باہم رضامندی ہو جانا ممکن ہے نیز اس کے ساتھ مردوں کو بھی تنبیہ کر دی گئی کہ حقوق زائل کرنے کے بعد پھر وہی بدمزاجی اور اعراض نہ کریں * شح بخل اور طمع کو کہتے ہیں یہاں مراد اپنا اپنا مفاد ہے جو ہر نفس کو عزیز ہوتا ہے یعنی ہر نفس اپنے مفاد میں بخل اور طمع سے کام لیتا ہے * اگر احسان اور نیکی کرو گے اور حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو۔

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ
فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٢٩﴾ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ ۚ
وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ
وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَإِنْ
تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ﴿١٣١﴾

اور تم عورتوں کے حقوق میں ہرگز برابری نہ کر سکو گے گو تمہارا کیسا ہی جی چاہے تو تم بالکل ہی پھر نہ جاؤ کہ اس کو اس طرح چھوڑ رکھو کہ گویا ادھر میں لٹکتی ہے۔ اور اگر تم اصلاح کرو اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ★ اور اگر وہ دونوں الگ ہو جائیں تو (تم) ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اپنی فراخ دستی سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کشائش والا حکمت والا ہے ★ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور البتہ ہم نے حکم کیا تم سے پہلے کتاب والوں کو اور (خاص) تم کو (بھی) تاکید کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور اگر تم کافر ہو جاؤ تو (تو اس کو کچھ بھی پرواہ نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ خوبیوں والا ہے (۴/ ۱۲۹ تا ۱۳۱)

۱۲۹۔ گو تم چاہو کہ اپنی کئی بیویوں کے درمیان ہر طرح بالکل پورا عدل و انصاف اور برابری کرو تو بھی تم کر نہیں سکتے اس لئے کہ گو ایک ایک دن کی باری باندھ دو لیکن محبت، دلچسپی، جماع وغیرہ میں برابر کیسے کر سکتے ہو ★ بالکل ہی ایک جانب جھک نہ جاؤ کہ دوسری کو لٹکا دو وہ نہ بے خاوند کے رہے نہ خاوند والی، تم اس سے بے رخی برتو اور پھر وہ تمہاری زوجیت میں ہو۔ نہ تو اسے طلاق ہی دو جو وہ اپنا دوسرا نکاح کر لے نہ اس کے وہ حق ادا کرو جو ہر بیوی کے اس کے میاں پر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کی دو بیویاں ہوں پھر وہ بالکل ایک ہی طرف جھک جائے تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس طرح آئے گا کہ اس کا آدھا جسم ساقط ہوگا (احمد) ★ اگر تم اپنے کاموں کی اصلاح کر لو اور جہاں تک تمہارے اختیار میں عورتوں کے درمیان عدل و انصاف اور برابری برتو۔ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو تو اگر تم کسی وقت کسی ایک کی طرف کچھ مائل ہو گئے ہو اسے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳۰۔ اگر میاں بیوی سے حسن سلوک پیش ہی نہیں آ سکتے تو ہر روز کی تکرار و باہمی حقوق تلفی سے تو یہی بہتر ہے کہ بہ مجبوری طلاق ہو جائے اللہ تعالیٰ ہر ایک کا کارساز ہے مرد کو اور عورت کو بھی اپنے ہے

اپنے فضل و کرم سے مستغنی کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بڑی وسعت ہے وہ حکیم بھی ہے اس طلاق میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ملحوظ ہے شاید مرد کو اس سے بہتر عورت مل جائے اور عورت کو اس سے بہتر مرد مل جائے۔ (تفسیر حقانی)

رسود۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زوجین کو بعد طلاق ایک دوسرے سے بے نیاز کر دے * کیوں کہ تمام آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی ملک اس کی مقبوضہ ہیں * ہم نے تم سے پہلے امتوں کو بھی تاکیدی حکم دیا تھا اور تم کو دیتے ہیں کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرو کہ یہ مومن کی بیش بہا دولت ہے یہ حکم دینا اس لئے نہیں کہ ہم کو تمہارے تقویٰ کی ضرورت ہے بلکہ خود تمہارے ہی نفع کے لئے ہے ورنہ اگر تم سب کے سب کافر یا ناشکرے ہو جاؤ تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیوں کہ سب کچھ آسمانی زمینی چیزیں ہماری مملوک و مقبوضہ ہیں ہم سب سے بے نیاز بھی ہیں سب کے محمود بھی (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید دو عورتوں میں حقوق کی مساوات لازم ہے اور یہ بڑی مشکل ہے کہ بیوی دو عورتوں میں تم سے برابری رکھنا ہرگز نہ ہو سکے گا تو تم کو دوسری عورت کا خیال ہو اگر ہے پھر ایسا نہ ہو کہ تم ایک ہی کے ہو کر رہ جاؤ اور دوسری کو ادھر ہی لٹکا ہوا رکھ چھوڑو نہ تو اس کو طلاق ہی دو نہ اس کے حقوق ادا کرو۔ ہاں اگر پہلی بیوی سے باہم مصالحت کر لو اور حق تلفی کرنے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔ تمہاری بے اعتنائی اور حق تلفی کو جو اس عرصہ میں تم سے ہو چکی معاف کر دے گا وہ مہربان بھی ہے اس کو عورتوں اور ان کی اولاد صغار پر بھی رحم آتا ہے ● اگر معاملہ اس قدر نازک ہو گیا ہو کہ اس بیوی سے نباہ ناممکن ہو جائے اور علیحدگی واقع ہو جائے تو تم اور تمہاری مطلقہ بیوی صبر کرو اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اسے اچھا خاوند دے دے گا تم کو اچھی بیوی بخش دے گا اللہ تعالیٰ بڑی وسعتوں والا بھی ہے اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں اور بڑی حکمتوں والا بھی ہے کہ اس کے ہر کام میں حکمت ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ● تمام امتوں کو تقویٰ کا حکم دیا گیا * دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا تو انسان کا ظاہر و باطن سنور گیا اور اگر دل خوف خدا سے ہی آشنا نہیں تو زبان سے پارسائی کے ہزاروں دعوے کئے جائیں نفس اصلاح پذیر نہیں ہو سکتا * اہل عرب مدت ہائے دراز سے جس رسم و رواج کے پابند چلے آتے تھے ان سے کنارہ کش ہو جانا اور بالکل نئے قواعد و ضوابط کا پابند ہو جانا کوئی آسان کام نہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ بار بار اپنے مالک الملک ہونے، زمین و آسمان کی ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھنے اور کسی کے محتاج نہ ہونے کا ذکر فرما کر انہیں تنبیہ فرما رہے ہیں کہ ان قواعد و ضوابط کی پابندی میں تمہارا ہی دین و دنیا کا فائدہ ہے اگر تم ان سے سرتابی کرکے اپنی جاہلانہ رسوم کی پابندی کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے * اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ہر تعریف کا مستحق ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝١٣٢ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا
النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝١٣٣ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ
الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝١٣٤ ع
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ
اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا
تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا ۝١٣٥

اللہ کے اختیار میں ہیں آسمانوں کی سب چیزیں اور زمین کی بھی اور اللہ کارساز کافی ہے ✱ اگر اسے منظور ہو تو اے لوگو! وہ تم سب کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے، اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھنے والا ہے ✱ جو شخص دنیا کا ثواب چاہتا ہو تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب موجود ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے ✱ اے ایمان والو! عدل و انصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ کی خوشنودی کے لیے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ دار عزیزوں کے، وہ شخص اگر امیر ہو تو اور فقیر ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، اس لیے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا اور اگر تم نے کج بیانی یا پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ (۴/۱۳۲ تا ۱۳۵)

۱۳۲۔ یہاں مراد سارے عالم اجسام کی چیزیں ہیں یعنی خود آسمان و زمین اور ان کی تمام چیزیں اللہ کی مملوک و مقبوض ہیں کوئی کسی وقت اس کی ملکیت و قبضہ سے باہر نہیں ہو سکتی ✱ آسمان فیض دینے والا ہے اور زمین فیض لینے والی کہ رحمت، بارش، دھوپ، چاندنی، تاروں کا نور آسمان سے ہی لیتی ہے نیز موسموں کی تبدیلیاں، عمروں کا ختم ہونا دن رات آسمانی فیض سے آتے ہیں اس لیے آسمانی چیزوں کا پہلے ذکر ہوا، زمینی چیزوں کا ذکر بعد میں کہ دینے والا افضل ہوتا ہے ✱ یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانی زمینی چیزوں کا مالک و خالق ہے لہٰذا وہ سب سے بے نیاز اور سب کا سہارا یا تقویت کا ہوا ہے یا جو کہ وہ مالک عالم اجسام ہے لہٰذا وکفیٰ باللہ وکیلا ✱ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کے لیے کافی کارساز ہے بھروسہ کے لائق ہے اس کے ہوتے کسی کی ضرورت نہیں لہٰذا اسی پر توکل کرو (از نور العرفان)

۱۳۳۔ اگر وہ (تم کو فنا کرنا) چاہے تو تم کو فنا کر دے۔ اے لوگو! یہ اس کی مشیت تم کو فنا کرنے کے لیے کافی ہے اور دوسری قوم کو (تمہاری جگہ) لے آئے جو تم سے زیادہ اللہ کی اطاعت گزار ہو یا برابر

ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو اے بنی آدم تم کو فنا کر دے اور تمہاری جگہ دوسری مخلوق کو لے آئے۔ اور اللہ (اس
(فنا کرنے اور پیدا کرنے) پر پوری قدرت رکھتا ہے اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔ اس آیت
میں اللہ کے غنی اور قادر ہونے کی تاکید ہے اور جو لوگ کفر اور نافرمانی کرتے ہیں ان کے لئے دھمکی ہے۔ (تفسیر مظہری)

۱۳۴۔ معنی یہ ہیں کہ جس کو اپنے عمل سے دنیا مقصود ہو اور اس کی مراد اتنی ہی ہو تو اللہ اس کو دے دیتا ہے اور
ثواب آخرت سے وہ محروم رہتا ہے اور جس نے عمل رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کے لئے کیا تو اللہ دنیا اور
آخرت دونوں ہی کا ثواب دینے والا ہے تو جو شخص اللہ سے فقط دنیا کا طالب ہو وہ نادان ہے اور کم ہمت ہے (کنز الایمان)

۱۳۵۔ یہاں جو دو باتیں ذکر ہوئیں وہ شریعت پر چلنے والے کے لئے بمنزلہ دو آنکھوں کے ہیں یا بمنزلہ دو پاؤں کے ہیں
کہ ان کے بغیر انسان اس رستہ کو طے نہیں کر سکتا۔ "عدل" یعنی عدالت کو خوب قائم رکھو۔ یہ ایک ایسا لفظ
ہے کہ جس میں دنیاوی معاملات خانہ داری اور آپس کے تمام برتاؤ سے اور کل معاملات اپنے اور بیگانے کافر
مومن حیوانات کے مستحق اور دینی معاملات شہادت، رضا، تعلیم، صبر شامل ہیں۔ اور درحقیقت جب انسان
کے اندر صفت انصاف آجاتا ہے تو اس کی طبیعت اس کو آسانی تو دنیا پر چلنے کے لئے مجبور کرتا ہے "شہداء للہ"
کہ اللہ تعالیٰ کے گواہ بنے رہو دینی اور دنیوی معاملات میں اللہ تعالیٰ کے لئے شہادت ادا کرو نیک کو نیک اور
بد کو بد کہو اور جو سچی بات ہو اس کے بیان کرنے میں کچھ بھی پرواہ نہ کرو خواہ اس میں تمہارا نقصان ہو یا والدین
یا کسی قرابت مند کا ہو اس میں امیر غریب کی کچھ بھی رعایت نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رعایت رکھو جس کو
شاہد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ عادل ہو اس لئے "قوامین بالقسط" کو مقدم فرمایا۔ (تفسیر حقانی)

معلومات مزید: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آسمانوں اور زمین کی چیزیں ہماری ہی ہیں تو اپنے بندوں
کے ہم ہی کارساز ہیں ہم پر ہی توکل و بھروسہ کرنا چاہئے اس میں سب کا بھلا ہے ● اصل شے احکام حق کی
تعمیل اور استقامت و اخلاص ہے تم سے پہلے کتنی ہی امتیں بد عملی و نافرمانی کی وجہ سے ملیامیٹ ہو گئیں اگر اللہ چاہے
تو تمہیں بھی کارگزاری و قابل شدی کے میدان سے ہٹا دے اور تمہاری جگہ دوسروں کو دیدے لہٰذا نافرمانی اور
بد عملی سے بچو اور راہ حق پر مستقیم رہو ● انسان کی اپنی کوتاہ نظری اور کم ہمتی ہے کہ وہ بارگاہ رب العلمین
سے صرف دولت، شہرت، عزت، وجاہت کا ہی سوال کر کے رہ جاوے ورنہ اس کریم، رحیم اور وہاب کی
جناب سے تو جو مانگا جائے وہ ملتا ہے انسان فقط فنا ہونے والی نعمتوں کے سوال پر کیوں اکتفا کرے *
جب دینے والا سخی مطلق ہے تو مانگنے والا مانگنے میں کیوں بخل کرے ● ہر حال میں عدل کرو اس سے
سر مو انحراف نہ کرو * صرف اللہ کی رضا تمہارے پیش نظر ہو * عدل و انصاف کی زد اگر تم پر، تمہارے
ماں باپ یا قریبی رشتہ داروں پر بھی پڑے تب بھی تم برداشت کرو * کسی مالدار کی (امارت) تونگری کے سبب رعایت
نہ کرو اور نہ کسی فقیر کے فقر سے خوف کھاؤ * فیصلہ میں خواہش نفس، عصبیت یا دشمنی حائل نہ ہونی چاہئے
بے لاگ عدل کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي
رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَ
كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ١٣٦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ١٣٧
بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِـيْمَۨا ١٣٨ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ١٣٩

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا * جن لوگوں نے ایمان قبول کر کے پھر کفر کیا پھر ایمان لا کر پھر کفر کیا، پھر اپنے کفر میں بڑھ گئے، اللہ تعالیٰ یقیناً انہیں نہ بخشے گا اور نہ انہیں راہ ہدایت سمجھائے گا * منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب یقینی ہے * جن کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ (۴/۱۳۶ تا ۱۳۹)

۱۳۶۔ ایمان والوں کو حکم ہو رہا ہے کہ ایمان میں پورے پورے داخل ہو جائیں تمام احکام کو کل شریعت کو ایمان کی تمام جزئیات کو مان لیں * اللہ کو مانا ہے تو جس طرح وہ منوائے مانتے چلے جاؤ۔ یہی مطلب ہر مسلمان کی اس دعا کا ہے کہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت فرما * یہاں بھی مومنوں کو اپنی ذات پر اور اپنے رسول پر ایمان لانے کو فرمایا ہے اور آیت میں ایمانداروں سے خطاب کر کے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ * قرآن کے لئے لفظ "نزل" فرمایا گیا اور دیگر کتابوں کے لئے "انزل" اس لئے کہ قرآن تدریجاً "وقتاً فوقتاً" تھوڑا تھوڑا کر کے اترا اور باقی کتابیں پوری کی پوری ایک ساتھ نازل ہوئیں پھر فرمایا جو شخص اللہ کے ساتھ اس کے فرشتوں کے ساتھ، اس کی کتابوں کے ساتھ، اس کے رسولوں کے ساتھ، آخرت کے دن کے ساتھ کفر کرے وہ راہ ہدایت سے بہک گیا۔ اور بہت دور کی غلط راہ پڑ گیا اور گمراہی میں ادھر سے ادھر ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳۷۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے موسیٰ (علیہ السلام) پر یعنی یہود پھر کافر ہو گئے بچھڑے کو پوج کر

پھر اس کے بعد ایمان لائے۔ پھر عیسیٰ (علیہ السلام) کے منکر ہو کر کافر ہوئے پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے کفر میں زیادہ ہو گئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کبھی نہ بخشے گا جب تک وہ اس کفر پر رہیں گے اور نہ ان کو سیدھی راہ دکھائے گا (جلالین)

۱۳۸۔ منافقین کی بابت فرمایا گیا کہ جو دنیا کے مقابلہ میں دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے کبھی کچھ کبھی کچھ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) منافقوں کو عذاب الیم کا مژدہ سنا دیجئے (حقانی)

۱۳۹۔ یہ منافق ایسے بے ایمان ہیں کہ مسلمانوں کے مقابل میں کافروں کو اپنا دلی دوست سمجھتے، رازدار اور مددگار بناتے ہیں جو مسلمانوں کا دشمن ہو وہ ان بدنصیبوں کا گہرا دوست ہے مومن کو اول تو کافر سے محبت ہوتی ہی نہیں اگر ہو تو دلی محبت نہیں ہوتی مومن کا دل اللہ رسول کی محبت کے لئے وقف ہے منافقین تمام کفار کو دلی دوست سمجھ کر یا بنا بیٹھے ہیں۔ کیا یہ لوگ ان کفار کے پاس عزت و عظمت تلاش کرتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ کفار سے ملنے جلنے میں عزت ملتی ہے مسلمانوں کے ساتھ رہنے میں ذلت و خواری ہے ان کا یہ خیال بہت غلط ہے کیونکہ عزت و عظمت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جسے چاہے عزت دے جس سے چاہے عزت چھین لے (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: آیت میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو کلمہ اسلام پڑھ کر اجمالاً تو ایمان لا چکے ہیں اور اسی لئے لقب مومنین سے مشرف ہیں اور ان ہی کو تاکید ہو رہی ہے کہ تفصیل کے ساتھ ایمانیات کے ایک ایک جز پر اپنا عقیدہ مضبوط کر لیں۔ * اللہ کی ذات و صفات پر اس کی اور توحید کی تفصیلات پر پہ تفصیل ایمان لاؤ * قرآن کے ساتھ رسول پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی شریعت کے ہر ہر جز کو بے چون و چرا مان لیا جائے * ان کتابوں پر ایمان لایا جائے جو قرآن سے پہلے نازل ہو چکی ہیں * ان میں سے ہر ہر عقیدہ پر فرداً فرداً ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک عقیدہ سے بھی انکار دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کے لئے کافی ہے * جو شخص نہ مانے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے پیغمبروں کو اور روز قیامت کو۔ یعنی کسی ایک پیغمبر یا کتاب یا فرشتے کا انکار کر دے تو بس وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا ● آیت میں یہودی مراد ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر گئو سالہ پرستی کی وجہ سے کافر ہو گئے پھر (توبہ کر کے) توریت پر ایمان لائے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا پھر حضور اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کر کے کفر میں بڑھتے چلے گئے * اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا نہ ان کو راستہ دکھائے گا ● بشارت کا عام استعمال تو خوشخبری کے معنیٰ میں ہوتا ہے اور اس عذاب الیم کی خبر کو بشارت سے تعبیر کرنا بطور طنز ہے اور علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ ہر اس اچھی یا بری خبر کو بشارت کہتے ہیں جس کے سننے کے بعد اس کے اثرات چہرہ پر نمایاں ہو جائیں ● جس طرح سورہ بقرہ میں فرمایا جا چکا ہے کہ منافقین کافروں کے پاس جا کر یہی کہتے تھے کہ ہم تو حقیقت میں تمہارے ساتھی ہیں مسلمانوں سے تو ہم یوں ہی استہزاء کرتے ہیں * یہاں واضح کر دیا گیا کہ عزت کافروں سے ذلالت و محبت سے نہیں ملے گی کیونکہ عزت تو اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ عزت اپنے ماننے والے مومن بندوں کو ہی عطا فرماتا ہے * عزت سب کی سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا
فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ ۱۴۰ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ ۱۴۱ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ
النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ ۱۴۲ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۤ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ
وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ ۱۴۳

بے شک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔ بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا * وہ جو تمہاری حالت تکا کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کا حصہ ہو تو ان سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا تو اللہ تم سب میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا * بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا * بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں نہ ادھر کے نہ ادھر کے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔ (۴/۱۴۰ تا ۱۴۳)

۱۴۰۔ فرمان ہے کہ جب میں تمہیں منع کر چکا کہ جس مجلس میں اللہ کی آیتوں سے انکار کیا جا رہا ہو اور بعض مذاق میں اڑایا جا رہا ہو اس میں نہ بیٹھو پھر بھی اگر تم ایسی مجلسوں میں شریک ہوتے رہو گے تو یاد رکھو میرے ہاں تم بھی ان کے شریک کار سمجھے جاؤ گے ان کے گناہ میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے * پھر فرمان باری تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور سارے کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے (ابن کثیر)

۱۴۱۔ اگر تم کو اللہ کی طرف سے فتح اور غنیمت نصیب ہوتی ہے تو تم سے کہتے ہیں کہ ہم بھی تو نہ جانے کب سے تمہارے ساتھ اور جہاد میں تمہارے ساتھ شریک تھے ہم کو بھی غنیمت میں سے حصہ دو اور اگر کافروں کو تم پر فتح ہوتی ہے تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم نے تم پر احسان نہیں کیا کہ باوجودیکہ ہم تمہارے پکڑنے اور مار ڈالنے پر قادر تھے اور غالب ہو گئے تھے

ہم نے تم پر مہربانی کی اور تم کو گھیر نہ لیا اور مسلمانوں کو فتح پانے سے روکا ان کو غالب نہ ہونے دیا کہ ہم نے ان کا ساتھ نہ دیا اور تم کو ان کے حال کی خبر دیتے رہے۔ سو اللہ تم میں اور ان میں قیامت کو فیصلہ کر دے گا اور تم کو جنت میں داخل کرے گا اور ان کو دوزخ میں ڈالے گا اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر قدرت نہیں دے گا کہ وہ ان کو ہلاک کر دیں اور نیست و نابود کر ڈالیں۔ (جلالین)

۱۴۲۔ منافقین اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں اس دھوکہ دہی کی ان کو سزا دینے والا ہے یا آخرت میں سزا دینے کی خفیہ تدبیر کرنے والا ہے جس کا انہیں پتہ نہیں۔ یا اے محبوب! منافقین اللہ کے رسول کو

دھوکہ فریب دیتے رہتے ہیں کہ فریب کی نیت سے نماز وغیرہ ارکان اسلام ادا کرتے ہیں جماعتوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کو دھوکہ دینے کی سزا ضرور دے گا۔ ان کا حال یہ ہے کہ جب بادل ناخواستہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں سستی اور بے دلی سے اٹھتے ہیں مسجد میں آتے نہیں آئیں تو جماعت کے بعد کبھی نماز پڑھ لیں کبھی نہیں۔ نماز پڑھیں تو اس طریقے سے کہ ان کی بے دلی ظاہر ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محض مسلمانوں کے دکھلاوے کو نماز پڑھتے ہیں تاکہ وہ انہیں منافق کافر نہ سمجھنے لگیں * نماز میں اللہ کا ذکر بہت کم کرتے یا نماز کے علاوہ ان کے منہ پر اللہ کا ذکر بہت کم آتا ہے ہمیشہ دنیاوی کلام یا غیبت و جھوٹ میں مشغول رہتے ہیں (اشرف التفاسیر)

۱۴۳۔ مذبذب۔ وہ شخص جس کو دونوں جانب دھکیلے دیے جائیں کسی ایک طرف وہ ٹھہر نہ سکے * ایمان وکفر دونوں میں متردد * نہ ان کو قرار و اطمینان ہے ان کی طرف یعنی مومنوں کی طرف کہ ظاہر و باطن میں انہی کی طرف ہو جائیں اور مومنوں کے ساتھ آخرت میں پورا اجر پانے کے مستحق بن جائیں۔ اور نہ کافروں کی طرف ان کو پورا لگاؤ ہے کہ دوسرے کافروں کی طرح ان سے بھی دنیا میں سلوک کیا جائے (مظہری)

معلومات مزید: جب اللہ کے احکام کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہو اس وقت استہزاء اور کفر آیات کرنے والوں کے ساتھ نہ بیٹھو کہ اس حالت میں تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے * اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو سب کو جہنم میں جمع کر دے گا ● منافقین مسلمانوں کی فتح کی صورت میں ان کے ساتھ ہونے کا دعویٰ کر کے غنیمت میں حصہ مانگتے اور اگر کافروں کی دنیوی عارضی کامیابی ہو تو ان کے تائیدی ہونے کی بات کرتے * اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا فیصلہ فرمائے گا * مسلمان اگر احکام الٰہی کے صحیح معنوں میں پابند ہوں۔ دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لئے جس اتحاد و اتفاق کا انہیں حکم دیا گیا ہے اگر وہ اس کو ملحوظ رکھیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں مغلوب نہیں کر سکتی ● عبادت میں نشاط، لطف حقیقی، روحانی بالیدگی، مستعدی اور چستی محض ایمان اور اعتقاد کی قوت سے پیدا ہوتی ہے ● منافقین کا یہ حال ہے کہ کافروں کے پاس جاتے ہیں تو ان کے ساتھ اور مومنوں کے پاس آتے ہیں تو ان کے ساتھ دوستی اور تعلق کا اظہار کرتے ہیں ظاہراً اور باطناً وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں نہ کافروں کے ساتھ۔ ظاہراً ان کا مسلمانوں کے ساتھ ہے تو باطن کافروں کے ساتھ اور یعنی منافق تو کفر و ایمان کے درمیان متحیر اور تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝١٤٤ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ
نَصِيْرًا ۝١٤٥ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ
مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝١٤٦ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ
اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝١٤٧

اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح حجت کرو* بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا * مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور سنورے اور اللہ کی رسی مضبوط پکڑی اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا * اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ ہے صلہ دینے والا جاننے والا۔ (۴/۱۴۴ تا ۱۴۷)

۱۴۴۔ تم کفار کو دوست نہ بناؤ اور نہ منافقوں کو حصہ لگاؤ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں رکھتے ان کی صحبت تم کو غفلت اور دنیا کی خواہش کی طرف کھینچے گی اور ایک دل دو طرف نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سے تم غافل ہو جاؤ گے اور جب یہ ہوگا تو تم پر حجت الٰہی یعنی (غفلت) کا الزام قائم ہوگا۔ (حقانی)

۱۴۵۔ بلاشبہ منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ اور (اے مخاطب) تجھے ان کا کوئی مددگار نہیں ملے گا * جو ان کو دوزخ سے نکال دے اور اللہ کے عذاب سے بچائے * علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ درکات (درکۃ کی جمع) کا معنی ہے طبقات اور منزلیں۔ اس لفظ کا استعمال نچلی منزلوں کے لئے مخصوص ہے بالائی منزلوں کے لئے درجات کہا جاتا ہے۔ ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں فرمایا ” دوزخ کے نچلے حصہ میں لوہے کے صندوق ہوں گے جن کے اندر منافق بند ہوں گے۔ بغوی کی روایت میں ایک لفظ کا تغیر ہے معنی وہی ہیں۔ بغوی نے حضرت ابوہریرہؓ کا قول لکھا ہے صندوق کے اندر منافق بند ہوں گے جن کے اندر منافقوں کے اوپر نیچے انگارے دہکتے رہے ہوں گے۔

ابن وہبؒ نے کعب احبار کا قول نقل کیا ہے کہ دوزخ میں ایک بند کنواں ہے جس کو کھولا جائے گا اس کو کھولے جانے [illegible] فرش سے دوزخ اس کی گرمی سے اللہ کی پناہ مانگتی ہے دوزخ کا درکِ اسفل یہی ہے۔ منافق دوزخ کے نچلے طبقہ کے اس لئے قرار پائے کہ یہ تمام کافروں

سے زیادہ خبیث ہیں ان کے اندر کفر کے ساتھ اللہ رسول اور اسلام سے استہزاء کرنا اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی بھی خباثت ہے۔ اسی وجہ سے یہ بھی ہے کہ (باوجود کافر ہونے کے) یہ قتل اور جزیہ سے بچ گئے اس کے عوض درک اسفل کے مستحق قرار پائے۔ (تفسیر مظہری)

۱۴۶۔ وہ لوگ جو گزشتہ منافقت پر نادم و شرمندہ ہو کر توبہ کرلیں اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال و احوال درست کرلیں پھر یہ توبہ و درستی دنیا کے لئے نہ ہو بلکہ اللہ کے لئے ہو۔ اللہ کو یعنی اس کے رسول کا دامن مضبوطی سے پکڑلیں اور یہ دامن کا پکڑنا بھی خلوص سے ہو۔ دنیاوی غرض کو اس میں کوئی دخل نہ ہو اگر وہ لوگ یہ کام کرلیں تو وہ نہ یہ کہ صرف مومن ہو جائیں گے بلکہ پرانے مومنین مخلصین کے زمرہ میں داخل ہو جائیں گے دنیا و آخرت میں ان کے ساتھ رہیں گے پرانے اور نئے کا فرق نہ کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ سارے مومنوں کو خواہ نئے ہوں یا پرانے بڑا اجر و ثواب دے گا۔ دنیا میں بھی، مرتے وقت بھی، قبر میں بھی، قیامت میں بھی اور جنت میں بھی یہ اجر و ثواب اتنا بڑا ہوگا جو بتایا نہیں جاسکتا، وہم و گمان میں بھی نہ آسکے

۱۴۷۔ اللہ غنی ہے بے نیاز ہے بندوں کو سزا دینا وہ نہیں چاہتا ہاں جب گناہوں پر دلیر ہو جائیں تو گوشمالی ضروری ہے پس فرمایا اگر تم اپنے اعمال سنوار لو اور اللہ پر اور اس کے رسول پر سچے دل سے ایمان لاؤ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ تمہیں عذاب کرے۔ وہ تو چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی بھی قدردانی کرنے والا ہے جو اس کا شکر کرے وہ اس کی عزت افزائی فرماتا ہے وہ بڑے اور صحیح علم والا ہے جانتا ہے کس کا عمل اخلاص والا اور قبولیت اور قدر کے لائق ہے اسے معلوم ہے کہ کس دل میں سچا ایمان ہے اور کونسا دل ایمان سے خالی ہے۔ جو اخلاص اور ایمان والے ہیں انہیں بھرپور اور کامل بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

معارف مزید: اہل ایمان کے لئے ہدایت ربانی ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دلی اور دوست نہ بناؤ کافروں کی دوستی نے منافقوں کو تباہ کردیا اور ان کو نفاق تک پہنچا دیا اس لئے تم ان سے احتیاط کرو کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے عذاب کی اللہ کے پاس واضح وجہ پیدا ہو جائے۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن مجید کا ہر دلیل (اللہ تعالیٰ کی) محکم حجت ہے ✱ ہر منافق اصلی کافر ہی ہوتا ہے منافق کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے جرم کفر پر ایک مزید جرم مکر و فریب کا اضافہ کئے ہوئے ہیں اس لئے اگر اسے کھلے ہوئے کافر سے کمتر سزا ملے تو یہ عین مقتضائے عقل ہے ✱ توبہ اور اس معافی کے متعلق چار باتوں کی اہمیت۔ اول "تابوا" کہ صدق دل سے توبہ کریں۔ دوم "واصلحوا" کہ نیک روش اختیار کریں جو کچھ علم و عمل میں فساد ہے اس کی اصلاح کریں سوم "واعتصموا باللہ" کہ اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑیں یعنی اس کے دشمنوں اور دین کے فاسقوں کو چھوڑ کر اسی کی ذات پر تکیہ کریں۔ چہارم "واخلصوا دینہم" کہ خلوص اور صدق نیت پیدا کریں کیوں کہ تمام چیزوں کا مدار اسی پر ہے ✱ اللہ کی حکمت نے ایسا قانون ٹھہرا دیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کی طرح انسان کے ہر عمل کا بھی ایک خاصہ اور بدلہ ہو۔ (الحمدللہ پانچویں پارہ کی تفسیر مکمل ہوگئی)